اداریہ

جہات

عربی زبان میں "عدل" ایک ایسا جامع لفظ ہے جس کے بارے میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ محض یہ ایک لفظ اسلام کی جملہ تعلیمات، اساسیات اور حقائق کا احاطہ کرتا ہے۔ علمائے لغت کے نزدیک "عدل" افراط و تفریط کے درمیان راہِ مستقیم اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ (محیط المحیط۔ راغب۔ لسان العرب) اس کا متضاد "ظلم" ہے۔ اور ظلم کسی شے کو غیر محل میں رکھنے کو کہتے ہیں۔ اگر آپ اسلام کے نظام اعتقادات نظام عبادات۔ نظام معاشرت۔ نظام اخلاق۔ نظام معیشت۔ نظام سیاست اور نظام عدالت کا بنظر غائر جائزہ لیں تو ہر جگہ اور ہر شعبے میں آپ کو ایک قسم کا توازن نظر آئے گا۔ اور مذکورہ نظامات میں جہاں کہیں بھی آپ کو عدم توازن یا افراط و تفریط محسوس ہو سمجھ لیجیے کہ وہ نظام اسلام کے جادۂ مستقیم سے منحرف ہو چکا ہے۔

اس اصول کے تحت قرار پایا کہ توحید عدل ہے اور شرک ظلم، معاشرے کے ہر فرد کا حقوق کو ادا کرنا عدل ہے۔ اور ادائیگی حقوق میں کوتاہی ظلم۔ اپنے ابنائے جنس کے ساتھ یا غیر جنس سے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ رافت و رحمت اور حسن سلوک عدل ہے اور ان کے ساتھ بدسلوکی، درشتی اور عدم رفق ظلم معاشرے کے افراد کے مابین دولت اور وسائل دولت کی منصفانہ تقسیم عدل ہے اور معاشی ناہمواری اور استحصال ظلم، راعی اور رعایا کے درمیان باہمی اعتماد ایک دوسرے کی خیر خواہی، امور خیر میں تعاون عدل ہے اور تصادم و بے اعتمادی افتراق و انشقاق ظلم آپس کے مناقشات کو انصاف اور غیر جانبداری و کمال دیانت سے

طے کرنا' اہل حقوق کو ان کے حقوق دلانا' جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ دینا عدل ہے اور مناقشات کے تصفیہ میں جانبداری برتنا' اہل حقوق کو حقوق نہ دلانا یا حقوق دلوانے میں بیجا تاخیر کرنا یا مملکت کے بسنے والوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کو تحفظ نہ بخشنا ظلم ہے۔ الحمد للہ کہ آج کے متمدن اور ترقی یافتہ دور میں بھی جبکہ نئے نئے نظام' افکار و تحریکات جنم لے رہی ہیں۔ اسلام ہی بجا طور پر یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کے عطا کردہ نظام حیات کا ہر شعبہ عدل پر مبنی ہے۔ اگر اسلام کو ایک جسم فرض کیا جائے تو یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس کی رگوں میں جو خون دوڑ رہا ہے وہ "عدل" ہے۔

باہمی مناقشات کو طے کرنے کے لئے اسلام نے جو عدالتی نظام دیا ہے وہ نہایت جامع' سادہ' فطرت انسانی کے عین مطابق اور فوری انصاف مہیا کرنے والا ہے۔ اسلام کے عطا کردہ عدالتی نظام میں یہ خصوصیت اس لئے پائی جاتی ہے کہ اس کی بنیادیں انسانی فکر یا انسانی طرزِ عمل (Human Behaviour) پر قائم نہیں ہیں بلکہ وحی الٰہی پر قائم ہیں اس لحاظ سے اسلام کا نظام عدل اپنی نہاد میں ابدی اور جامع ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ اسلام کا نظام عدل جامد ہے۔ کیونکہ کوئی بھی جامد نظام تطورات زمانہ کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اساسیات کے اعتبار سے ہمارا نظام عدل ابدی اور غیر متبدل ہے اور استنباط تفریعات کے اعتبار سے متحرک ہے۔ چونکہ نصوص شرعیہ (قرآن و سنت) میں اب کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا جبکہ انسانی معاشرہ ہر آن ارتقاء پذیر ہے اس لیے اسلام میں قانون سازی کا یہ اصول قائم کیا گیا کہ شرعی نصوص کی روشنی میں نت نئے پیش آنے والے مسائل کا حل دریافت کیا جائے اور یہ کام صرف وہی لوگ انجام دیں جو اس کے اہل ہوں تاکہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اجتہادٗ اجماع' قیاس' استحسان' استصحاب' مصالح مرسلہ اور عرف کے دائرہ کار کا

تعین کریں اور ان سے قانون سازی کے کام میں مدد لے سکیں۔

اُمتِ مسلمہ اس معاملے میں بڑی خوش نصیب ہے کہ اس کے دین کے نصوص ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی سے محفوظ ہیں۔

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید۔ (حٰم السجدہ ۴۲:)

(اس میں باطل نہ آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے یہ کلام نازل ہوا ہے خدائے باحکمت لائق ستائش کی طرف سے)۔

اس اُمت کی دوسری بہت بڑی خوش نصیبی یہ ہے کہ اس کے پاس اسلاف کا سخت محنت اور ژرف بینی سے استخراج کیا ہوا عظیم اور قابل فخر فقہی سرمایہ موجود ہے۔ جو شاید دنیا کی کسی قوم کے پاس موجود نہ ہو۔ اس سے استفادہ کر کے عہد حاضر کے تقاضوں کے مطابق ایک مکمل عدالتی نظام وضع کیا جاسکتا ہے۔ البتہ قانون سازی کے وقت ضرورت سے زیادہ قدامت پرستی یا غلو سے کام نہیں لینا ہوگا بلکہ قرآن و سنت کے اصول تیسیر؛

یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔ (البقرہ ۱۸۵:)

(اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے وہ تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا)۔

یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا۔ (البخاری: جلد ۱، ص ۱۶)

(آسانی پیدا کرو دشواری نہ پیدا کرو خوشخبری سناؤ نفرت نہ دلاؤ۔)

کو ہر وقت ملحوظ رکھنا پڑے گا۔

قانون سازی کے عمل میں" اس اصول کو" بھی نظرانداز نہیں کیا جاسکتا کہ کسی معاملے میں مختلف فقہاء کی رائے دیکھی جائے۔ پھر ان کے دلائل پر غور کیا جائے اور خصوصیت کے ساتھ یہ دیکھا جائے کہ کس فقیہ کی رائے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ہے۔ ایسی صورت میں اس

فقیہ کی رائے سے استفادہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ مثلاً مفقود الخبر شوہر کے بارے میں فقہائے احناف بھی امام مالکؒ کے قول پر فتوی دیتے ہیں۔

پاکستان میں مختلف مسالک فقہیہ سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود ہیں تاہم ان کے درمیان جزوی اور فروعی اختلاف کے سوا کوئی بنیادی اختلاف نہیں ہے۔ لہٰذا قانون سازی میں اگر صرف مابہ الاشتراک امور پر زور دیا جائے اور مختلف فیہ امور سے صرف نظر کر لیا جائے تو کم از کم پاکستان کی سطح پر ہمارے قوانین کو اجماعی حیثیت حاصل ہو جائے گی اور ہر مسلک کے لوگ مطمئن رہیں گے۔ یہ اقدام حالیہ نفاذ شریعت کے عمل میں بالعموم اور اسلامی نظام عدل کے نفاذ میں بالخصوص از حد مفید ثابت ہوگا۔

اسلامی نظام عدل کے نفاذ کے سلسلے میں ماہرین قانون کی دو رائیں ہیں۔ ایک طبقے کا تو خیال ہے کہ رائج الوقت ملکی قوانین کو یکسر باطل قرار دے کر اسلامی فقہ پر مبنی خالص اسلامی قوانین مدون کئے جائیں اور پھر ان کو ملک میں نافذ کر دیا جائے دوسرے طبقے کا خیال ہے کہ رائج الوقت قوانین کا دقت نظر سے مطالعہ کیا جائے اور جو قوانین یا شقیں اسلامی قوانین سے متصادم ہوں انہیں یا تو منسوخ کر دیا جائے۔ یا پھر ان میں اس طور ترمیم کی جائے کہ ان کا تعارض رفع ہو جائے۔ ہمارے لئے یہ دونوں آراء قابل احترام ہیں اس لیے کہ دونوں خلوص پر مبنی ہیں۔ جن حضرات کا خیال ہے کہ موجودہ قانونی عمارت کو یکسر منہدم کر کے از سر نو خالص اسلامی بنیادوں پر قوانین کی عمارت کی تعمیر کی جائے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں رائج مغربی قوانین اپنی نہاد اور روح کے اعتبار سے غیر اسلامی ہیں اس لئے محض ترامیم سے کام نہیں چلے گا! اس عمارت کو منہدم کر کے تعمیر نو کرنا ہوگی اور جو حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ مغربی قوانین اصل میں اسلام کے عطا کردہ نظام عدل سے مستفاد و ماخوذ ہیں اس لیے اسلامی نظام عدل اور مغربی نظام عدل کے مابین تضاد

یا تناقض نہیں ہے۔ بلکہ جو فرق نظر آ رہا ہے وہ اہل اسلام اور اہل مغرب کے رویوں، معاشی اور اخلاقی اقدار کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔ اس لیے اگر ضروری ترمیمات کر دی جائیں تو موجودہ نظام عدل ہی مکتفی ہوگا۔ اس اقدام سے وقت اور محنت کی بچت ہوگی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ وقت ان مباحث میں الجھنے کا نہیں ہے کیونکہ معمولی سی تاخیر بھی نفاذ شریعت کے عمل کو برسوں کے لئے پیچھے کر دے گی۔ فی الحال ترمیمات کر کے اسلامی نظام عدل کو نافذ کر دیا جائے اور ماہرین فقہ و قانون کی ایک جماعت کو اس کام پر لگا دیا جائے کہ وہ مستقل بالذات جامع ومانع اور خالص "اسلامی نظام عدل" مدون کرے۔ اگر وہ جماعت سال دو سال کی مدت میں یہ کام انجام دیدے اور ملک کے مشہود لہم بالخیر علماء اور ماہرین قانون اس کی توثیق کر دیں تو مستقبل میں اس جماعت کے تیار کردہ "نظامِ عدل" ہی کو نافذ کیا جائے۔

نفاذ شریعت میں تاخیر کے سلسلے میں جس اندیشے کا اظہار کیا گیا ہے وہ بے بنیاد نہیں ہے۔ کیونکہ پاکستان میں نفاذِ شریعت کا جو عمل جاری ہے وہ دنیا کی بڑی طاقتوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ روس کو اس لیے نہیں کہ اس کا نظام بے خدا نظریات پر مبنی ہے۔ لہٰذا اگر ایک ایسا نظام اس کے پڑوس میں کامیاب ہو جائے جس کی اساس ہی توحید و رسالت پر ہو تو وہ اپنے مقبوضات میں بسنے والے کروڑوں مسلمانوں کو اسلام کی طرف مائل ہونے سے کیسے روک سکتا ہے؟ امریکہ اور برطانیہ اس بات کے دعویدار ہیں کہ ہماری تہذیب، ہمارا نظام اور ہماری معاشرت ساری دنیا کی تہذیبوں، نظاموں اور معاشرتوں پر فائق ہے اب اگر اسلامی نظام اسی آن بان کے ساتھ برپا ہو جائے جس طرح ماضی میں ہوا تھا تو اقوام عالم کی برادری میں ان ممالک کی چودھراہٹ کہاں رہتی ہے؟ اس لیے اکثر بڑی طاقتوں کے ذرائع ابلاغ پاکستان میں نفاذ شریعت کی مخالفت میں سرگرم عمل ہیں۔ اور شومئی قسمت کہ انہوں نے اپنے ایجنٹوں

کو اندرون ملک پھیلا دیا ہے جو مختلف روپ اور بہروپ میں ملک کے عوام و خواص کو بھڑکا رہے ہیں۔ کبھی صوبوں کی محرومی کا قصہ ہے تو کبھی جمہوریت کی بحالی کا نعرہ۔ کبھی تخریب کاری شروع کر دی جاتی ہے تو کبھی وکلاء کو یہ کہہ کر بھڑکا دیا جاتا ہے کہ "اسلامی نظام عدل" کے قیام کے بعد وکالت کا پیشہ ختم ہو جائے گا۔ سچ پوچھئے تو یہ سارے "شوشے" اس لیے چھوڑے جا رہے ہیں کہ نفاذ شریعت کا عمل رک جائے۔ اس لیے ہمارا خیال ہے کہ جزئیات میں الجھے بغیر ہمیں جلد از جلد اسلامی نظام کو من کل الوجوہ نافذ کر دینا چاہیئے۔ کوئی بھی نظام جب عمل کی خراد پر چڑھتا ہے تو کسی کسی مقام پر دشواریوں کا احساس ہوتا ہے۔ اس وقت ان دشواریوں کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ جہاں موجودہ حکومت نے پاکستان کے نظام معیشت و نظام تعلیم کی اصلاح نیز اسلامی اقدار کے فروغ اور حب الوطنی کے جذبات کو پروان چڑھانے کی طرف توجہ کی ہے۔ اس نے "نظام عدل" کی اصلاح پر اپنی توجہ مرتکز کر رکھی ہے۔ نظام عدل کی اصلاح ایک بنیادی اور محوری مسئلہ ہے۔ اس کے بغیر وہ معاشرہ وجود میں لایا ہی نہیں جا سکتا جو اسلام کا مقصود ہے۔ قوانین و ضوابط اسی لیے وضع کئے جاتے ہیں کہ معاشرہ کے رجحاناتؒ اعمال کو مخصوص خطوط پر استوار کیا جا سکے لہٰذا یہ ضروری ہے کہ کسی ملک کا قانون اس ملک کے اساسی نظریات و معتقدات کا عکاس ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو یقین کیجیے کہ اسلامائزیشن کی ساری کوششیں نقش بر آب ثابت ہوں گی۔ اس لیے اس وقت تمام اہل علم و اصحاب بصیرت ماہرین فقہ و قانون کا دینی و قومی فریضہ ہے کہ وہ اس کام میں علمی سطح پر حکومت سے محض رضائے الٰہی کی خاطر تعاون کریں۔

بہت بڑی قدر ناشناسی اور ناانصافی ہوگی اگر اس موقع پر قوانین ملکی کی (شریعت کی روشنی میں) تدوین نو اور ترامیم کے سلسلے میں وفاقی شرعی عدالت اور اسلامی نظریاتی

کونسل کی خدمات عالیہ کا اعتراف نہ کیا جائے۔ وفاقی شرعی عدالت کی کارکردگی کی ایک مختصر رپورٹ شامل اشاعت ہے۔ قارئین اس مختصر سی رپورٹ سے ہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ ادارہ کس قدر خلوص اور جاں فشانی سے رائج الوقت ملکی قوانین کا شریعت کی روشنی میں جائزہ لے کر اس کی اصلاح کر رہا ہے۔

قوانین اسلامی کی تدوین نو میں اسلامی نظریاتی کونسل نے جو خدمات انجام دی ہیں۔ یا دے رہی ہے اسے شریعت حقہ کا ایک معجزہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے محترم چیئرمین اور موقر اراکین اپنی خدمات جلیلہ کے سلسلے میں لائق صد تبریک ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ ادارے اسی طرح دائم و قائم رہیں تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ اسلام عہد حاضر کے تقاضوں کی تکمیل سے (نعوذ باللہ) قاصر ہے۔ آمین۔

محض اس لیے کہ نفاذ شریعت اور اسلامی نظام عدل کے قیام کے سلسلے میں تھوڑا ہی سہی ہمارا بھی کچھ حصہ ہو۔ ادارہ سہ ماہی منہاج نے "اسلامی نظام عدل نمبر" نکالنے کا پروگرام بنایا۔ اللہ کے فضل و کرم اور ملک کے موقر علماء و اصحاب قلم کے مخلصانہ تعاون سے آج ہم دو جلدوں میں یہ نمبر شائع کر رہے ہیں اس کا پہلا شمارہ اکتوبر ۱۹۸۳ء کا اور دوسرا جنوری ۱۹۸۴ء کا ہے۔ ان دو شماروں میں ہم نے کوشش کی ہے کہ اسلامی نظام عدل کے خصوصاً وہ پہلو جن پر ابھی تک خاطر خواہ گفتگو نہیں ہوئی ہے قارئین کرام کے سامنے آجائیں۔ تاکہ مدوّنین مقننین اگر مناسب تصور فرمائیں تو ان سے حسب ضرورت استفادہ کریں۔ ساتھ ہی اس غلط فہمی کو رفع کیا جائے کہ (العیاذ باللہ) اسلامی قانون کا سرمایہ مرور ایام کے باعث از کار رفتہ ہو چکا ہے۔

ہم نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ منہاج کی اس مجلس میں ہر مسلک سے تعلق رکھنے والے

حضرات شریک ہوں تاکہ مسالک کے درمیان افہام وتفہیم کی فضا پیدا ہو عام روش کے مطابق ہم نے بھی خیال کیا تھا کہ اداریہ میں ہر ہر مقالے کا مختصر تعارف درج کریں کیونکہ مقالہ نگار حضرات بذات خود تو محتاج تعارف نہیں ہیں لیکن بالآخر یہ فیصلہ ہوا کہ یہ کام قارئین کرام پر چھوڑ دیا جائے کہ ؎

مشک آنست کہ خود ببوید کہ عطار بگوید

آخر میں ہم صمیم قلب سے اپنے تمام قلمی معاونین کا شکریہ ادا کرتے ہیں جن کے مخلصانہ تعاون کی بدولت بفضلہ تعالیٰ ہم یہ علمی وتحقیقی نمبر نکالنے میں کامیاب ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہم سب کو توفیق بخشے کہ اپنی تمام تر قوتیں اور صلاحیتیں شریعت مطہرہ کی سربلندی، دین قویم کے حقیقی نفاذ اور عصر حاضر کے مقتضیات کے مطابق خدمت اسلام پر صرف کردیں۔ آمین۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب